

جلد ایکشن بالکل نہیں ہو گے!

چند دن پہلے، رات ساڑھے گیارہ بجے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ قریبی دوست جو ایف بی آر میں اعلیٰ ترین عہدے سے رہیا رہوئے تھے بات کر رہے تھے۔ خیریت، ہاں بالکل خیریت۔ پھر اتنی رات گئے فون! بتانے لگے کہ آج تحریک انصاف کی کال تھی۔ لبرٹی چوک میں نماز تراویح کے بعد جمع ہونے کی۔ وہاں گیا تھا۔ عجیب سالاگا۔ کیونکہ میرا یہ محترم دوست مکمل طور پر غیر سیاسی ہے۔ تفصیل سے بات ہوئی، بیگم بیٹیاں، بہو اور بھائی کی فیملی بھی پر امن احتجاج میں شامل تھے۔ ہم سب وہاں دوڑھائی گھنٹے موجود رہے ہیں۔ میرے لئے یہ سب کچھ حد درجہ عجیب سا تھا۔ کیونکہ میرا دوست رہیا رہمنٹ کے بعد کار و بار کر رہا ہے۔ خدا کا ہر طور پر فضل ہے۔ لاہور کے بہترین علاقے میں رہتا ہے۔ پھر احتجاج کیوں۔ ہزاروں لوگ تھے۔ پورا لبرٹی چوک، گرد و اطراف کی سڑکیں اور گلیاں۔ ہر طرف انسان ہی انسان تھے۔ گھر والپس آتے ہوئے بہت وقت لگ گیا۔ میرے ایک سوال پر جواب بہت ہی خاص تھا۔ اگر پولیس گرفتار بھی کر لیتی تو کیا ہوتا۔ تھوڑے عرصے کے بعد باہر آ جاتا۔ پینیٹھ برس کا ہوں۔ اب کس چیز کا خوف، نکتہ صرف ایک کہ عمران خان کی حکومت کو حد درجہ غیر قانونی طریقے سے ختم کیا گیا ہے اور اس کی جگہ جو سیاست دان لائے گئے ہیں۔ ان کی ساکھ حد درجہ خراب ہے۔ فون پر بات ختم ہوئی تو کافی دیریک سوچتا رہا کہ ایک مکمل غیر سیاسی شخص کے یہ جذبات ہیں تو ان کی پارٹی کے اراکین کیا سوچ رہے ہوں گے۔ پھر سوچا کہ ابھی زخم نیا ہے۔ تھوڑے دن میں سیاسی حالات بہتر ہو جائیں گے۔

اس سے متصل عرض کروں۔ جہاں کبھی کبھی گالف کھیلنے جاتا ہوں۔ وہاں ایک عام ساماںی گھاس کی تراش خراش کر رہا تھا۔ خیال آیا۔ کہ اس سے سیاسی حالات پوچھتا ہوں۔ اندازہ ہو جائے گا کہ عوام کی سوچ کیسی ہے۔ ویسے ہی سوال کیا کہ حکومت کی تبدیلی کیسی نظر آتی ہے۔ یقین کیجئے۔ وہ بندہ پھٹ پڑا۔ خان، اللہ اور رسول کا نام لیتا تھا۔ اس کے خلاف یہ ورنی طاقتوں نے سازش کی ہے۔ ملکی اداروں نے اس کے ہاتھ پیر باندھ کر ذبح ہونے کے لئے بھیڑیوں کے سامنے پھینک دیا تھا۔ وہ بے چارہ کیا کرتا۔ اس کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو ایک خود دار اور غیرت مند قائد کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسے دشمنوں نے نہیں بلکہ ملک دشمنوں نے مارا ہے۔ صاحب، یقین کریں۔ پہلے ووٹ ہمیشہ نواز لیگ کو دیتا رہا ہوں۔ مگر اب ووٹ خان کو دونگا۔ مالی کی باتیں سن کر حیران رہ گیا۔ چلیئے ایک ریٹائرڈ بیورو کریٹ جو متمول بھی ہے۔ ساسی نہم بھی رکھتا ہے۔ وہ تو ملک کے خلاف بروئی سازش کو دکھ سکتا تھا۔ مگر ایک مکمل ان رڑھ انسان کے بھی بعد نہ

وہی جذبات ہیں جو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان کے ہیں۔ بہر حال سوچنے کا تسلسل بڑھتا رہا۔ یہ رجہان کہ حکومت کو بیرونی احکامات پر ملکی اداروں نے ختم کیا ہے، جاندا نظر آنے لگا۔

ٹھیک تین دن قبل ایک بہت ان ہونا سا واقعہ ہوا۔ ایک بنس میں ملنے کے لئے آئے۔ گھر کے نزدیک رہتے ہیں۔ با تین کر رہے تھے کہ ان کا ملازم اجازت لے کر گھر کے اندر آ گیا۔ شام کی چھٹی چاہیے۔ رات گئے واپس آ جاؤں گا۔ دوست نے سوچ سمجھے بغیر کہا کہ ٹھیک ہے۔ ملازم واپس جانے لگا تو ویسے ہی پوچھ لیا۔ کہ برخوردار کہاں جا رہے ہو۔ جواب تھا کہ آج یادگار پاکستان پر خان صاحب جلسہ ہے۔ وہاں جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ محلے کے دس بارہ ملازم اور بھی ہیں۔ جلسہ گاہ پہنچتے ہوئے بھی تین چار گھنٹے لگ جائیں گے۔ سوال کیا کہ بیٹا، آپ کا خان صاحب سے کیا تعلق ہے۔ جذباتی جواب ملا۔ کہ وہ مسلمانوں کی غیرت تھا۔ اسے ملکی اداروں نے سپرپاور کے حکم پر نکالا ہے۔ یہ ہمارے ملک کی عزت سے کھلواڑ ہوا ہے۔ ایکشن آنے دیں، خان کو ہم دوبارہ واپس حکومت میں لے کر آئیں گے۔

گھر بیو ملازم کا یہ جواب کم از کم میرے لئے خلاف توقع تھا۔ ذہن میں آہستہ آہستہ یہ خیال جڑ پکڑنے لگا کہ کہیں عمران خان کی حکومت سے جانے کا سازش والا بیانیہ حد درجہ مقبول تو نہیں ہو گیا۔ انتہائی غیر جذباتی طریقے سے اس پر کام شروع کر دیا۔ ہر طبقہ فکر کے لوگوں سے گفتگو کی۔ کیا سرکاری ملازم، کیا رکشہ والا، کیا دہاڑی دار مزدور، کیا صفائی کرنے والے لوگ۔ کیا گھر بیو خواتین اور کیا کار پوریٹ شعبہ میں کام کرنے والے سنجیدہ لوگ، کیا ریٹائر عسکری اعلیٰ افسران اور کیا کلب کے ویٹر۔ میں حیران ہو چکا ہوں۔ کہ عمران خان کے خلاف بیرونی سازش والا بیانیہ سماج کی ہر سطح پر مکمل طور پر کامیاب ہو چکا ہے۔ ہر خاص و عام اس نکتہ پر متفق ہے کہ سابقہ وزیر اعظم کو چند ریاستی اداروں نے دھوکہ سے مارا ہے۔ کیڈیٹ کالج حسن ابدال میں پڑھنے کی بدلت، ان گنت سینئر ٹیئر فوجی افسران سے واٹس اپ گروپ میں بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ یہ تمام لوگ صاحب الرائے ہیں۔ ان میں سے چند تو ملک کی اعلیٰ ترین عسکری سطح سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثریت اس نکتہ پر اجماع رکھتی ہے کہ خان صاحب کی حکومت کو بیرونی سازش کے تحت فارغ کیا گیا ہے اور ان کی جگہ جو پرانے سیاست دانوں کی کھیپ کو گھر بلا کر حکومت عطا کی گئی ہے۔ وہ حد درجہ داغدار ماضی کے حامل ہیں۔ ان پر کرپشن کے ان گنت کیس ہیں۔ وہ سال ہا سال سے قوم کو جھوٹ بول بول کر بے وقوف بنایا ہے۔ اور ان کی حکومت ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ دوبارہ عرض کروں گا کہ اہم ترین ادارے کے ریٹائر افسروں کے رجہانات کی مات کر رہا ہوں۔ گلی محلہ کی ساست رہمات نہیں کر رہا۔ میہے نے نزدیک اب معاملہ گھمبہ سے گھمبہ تر

ہوتا جا رہا ہے۔

یہاں عرض کروں گا۔ کہ خان صاحب کی چار سالہ حکومت کسی طور پر مثالی نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے قریب ترین دوستوں کی پگڑی سر بازار اچھائی ہے۔ سب کو ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ ان کے پنسپل سیکرٹری اور مشیر برائے احتساب کے نام پر حد درجہ عامیانہ کام کرتے رہے ہیں۔ پنجاب میں وزیر اعلیٰ کا ہونانا ہونا ایک جیسا تھا۔ خان صاحب کی ٹیم کی اکثریت کرپشن میں ملوث تھی۔ اس کے علاوہ، خان صاحب ہر ادارے سے بے سبب لڑنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ جو بھی ان کے نزدیک سے گزر، اس کو سینگ مارنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ مگر یہ سب ادنیٰ حرکات، ان کے حالیہ بیانیہ کے سامنے چھپ کر رہ گئی ہیں۔ ان کی مقبولیت اس وقت پاکستان کے کسی بھی سیاسی لیڈر سے زیادہ ہے۔ ان کے تمام گناہ، دھل گئے ہیں۔ غلط یا صحیح کی بات نہیں کر رہا۔ مکمل غیر جانبداری سے عرض کر رہا ہوں۔ خان صاحب وہ واحد سیاسی لیڈر ہیں جو ملک کے ہر حصے اور صوبے میں موجود ہیں۔ اگر یہ عرض کروں کہ ان کے علاوہ ملکی سطح کا ایک بھی قائد موجود نہیں تو یہ بے جانہ ہو گا۔ تحریک انصاف اگر اس وقت کوئی عوامی تحریک چلائے گی، تو اسے عوامی پذیرائی ملنے کے واضح امکانات موجود ہیں۔ ہاں۔ ایک اور بات۔ اس نسل سے تعلق رکھتا ہوں جس نے بھٹو کی حکومت کو جاتا ہوا دیکھا ہے۔ ذمہ داری سے عرض کروں گا کہ بھٹو جیسا عظیم لیڈر بھی، اسی سطح کی عوامی تائید حاصل نہیں کر سکا۔ جو وزارت عظمی سے نکلنے کے بعد عمران خان کو نصیب ہو رہی ہے۔ یہ غیر معمولی صورت حال ہے۔ آپ کو نواز شریف اور محترمہ بنے نظیر کی حکومتوں کے ختم ہونے کے واقعات یاد ہوں گے۔ دو دو بار تخت سے باہر نکلنے کے باوجود یہ سیاسی قائد کسی بھی بڑی سطح کا جلسہ جلوس نہ کر سکے۔ مگر اپنی تما ترقیاتوں اور بے اعتدالیوں کے باوجود عمران خان اس وقت مقبول ترین سیاسی لیڈر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں، ہر طور پر ایکشن سے بھاگ رہی ہیں۔ وہ لیڈر جو گلا پھاڑ کر چار سال فرماتے رہے کہ آؤ، عمران خان، ایکشن کرواؤ۔ ہم تمہیں اور تمہاری جماعت کو فنا کریں گے۔ موجودہ صورت حال سے اتنا ڈر چکے ہیں کہ ایکشن کا نام نہیں لیتے۔ کیونکہ انہیں عمران خان کی غیر معمولی مقبولیت کا اندازہ ہو چکا ہے۔

ریاستی اداروں کو عمران خان نے اپنی جذباتیت اور بے وقوفیوں سے کافی دور کر لیا تھا۔ مگر تجزیہ کے مطابق، ریاستی ادارے بھی عوامی جذبہ کو انتہائی غور سے دیکھ رہے ہیں۔ جلسوں کی کامیابی پر غور و خوض جاری ہے۔ مقتدر ادارے کے اکابر ن کو ہر لمحہ کی معلومات بھم پہنچائی جا رہی ہیں۔ سہ تصور کرنا کہ اہم ترین ادارے کی سورج اتنی جلد مدل جائے

گی۔ نہیں ہوگا۔ خان صاحب کو کافی یا کچھ عرصہ صحرانور دی کرنی پڑے گی۔ ان کے مصائب بڑھتے جائیں گے اور وہ حکومتی عذاب کا شکار بھی ہونگے۔ مگر انہیں یہ سب کچھ اف کیے بغیر جھیلنا پڑے گا۔ انہیں اپنی زبان پر حد درجہ قابو رکھنا پڑے گا۔ وہ اس نفسیاتی جنگ میں کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔ مگر ایک بات طے ہے۔ سیاسی مخالفین، سیاسی میدان میں عمران خان کا مقابلہ رئے کی اس طاعت نہیں رکھتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جلد ایکشن بالکل نہیں ہونگے!